نقشِ اول

علم حدیث کا مقام و مرتبہ

اسلام سے قبل تاریخ کا فن محض اقوام و ملل میں مشہور اور موجود قصے کہانیوں پر مشتمل تھا، جو کچھ زبان زدِ عوام ہوتا، یہ جس سے خواص متعارف ہوتے، اسے جمع کر لیا جاتا، اور تاریخ کی تدوین کے فریضے سے سبک دوشی حاصل ہو جاتی۔

نقل در نقل کے نتیجے میں اور رطب و یابس میں فرق نہ کرنے کے سبب، پھر مزید یہ کہ موجود اور جمع شدہ معلومات کو جانچے اور پرکھنے کے لئے کوئی نظام اور ضابطہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس تاریخ کا کوئی واقعہ بھی مکمل طور پر یقین کے درجے میں نہیں مانا جا سکتا، جب تک کہ دوسرے ذرائع سے اس کی تصدیق و تائید نہ ہو جائے۔

یہ بنیادی سوالات کے فلاں بیان شدہ بات کس نے لکھی، کب لکھی؟ کہاں سے لکھی؟ کس سے سنی؟ یا کہیں پڑھی، اگر کہیں پڑھی تو اس ماخذ کا درجہ کیا ہے؟ اسے کس نے لکھا، اس نے کس سے سن کر لکھا، پھر یہ کتاب ہم تک کیسے پہنچی؟ اس وقت تک شعور انسانی میں موجود ہی نہیں تھے، کجا کہ ان پر بات ہوتی، مکالمہ ہوتا اور کوئی رائے قائم کر کے تدوین و تحقیق روایات تاریخ میں اس رائے کو پیش نظر رکھا جاتا۔

اس کے برعکس اسلام کی آمد کے ساتھ ہی ابتدا ہی سے علم حدیث میں اور پھر علم سیرت و تاریخ میں بھی یہ اہتمام شروع ہو گیا اور روز اول ہی سے اس امر کا خاص خیال رکھا گیا کہ جو کچھ لکھا جائے اس کے استناد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے ضابطے طے کئے جائیں، چناں چہ کچھ

عرصہ گزرنے کے بعد تو یہ اہتمام بھی شروع ہو گیا کہ مولف کتاب اپنا منہج تحقیق بھی بیان کرنے لگا، تا کہ پڑھنے والوں کو یہ علم ہو سکے کہ مولف کے بیانات پر کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ یہ علمِ حدیث اور محدیثین کرام کا علم تاریخ پر بہت بڑا احسان ہے، اور یہ تفصیلات سامنے ہوں تو بہ سہولت اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علم حدیث کا مقام و مرتبہ دنیائے علم وفن میں کیا ہے؟ دنیا کا نہیں خود مسلمانوں کا فن تاریخ و ذخیرۂ تاریخ اس درجے کا نہیں کہ اسے علم حدیث کے مقابل تو کجا اس کے سامنے بہ طور مثال ہی رکھا جا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیائے علم وفن میں کوئی ایسا علم ہی موجود نہیں جس کو بہ طور مثال ہی پیش کیا جا سکے تو پھر اس کے درجے، قدر و منزلت، مقام و مرتبے پر کوئی حرف گیری کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟

اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اگر علمِ حدیث کی استناد پر کوئی عقل مطمئن نہیں ہوتی تو پھر دنیا بھر کے تمام علوم وفنون کو (قرآن کو چھوڑ کر) دریا برد کر دینا چاہئے کہ ان کا استناد تو پھر رتی برابر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

سید عزیز الرحمن